سکھ مت: تخلیق وارتقا

محمد اعظم چوہدری*

ABSTRACT:

Guru Nanak laid the foundation of Sikhism through 'Bhakti movement'. He exhorted the idea of 'One God' and hence tried bringing together Hindu culture and Muslim philosophies. In order to eliminate class differences institutions of 'Sangat' and 'Pangat' were founded by Guru Nanak. The second Guru Angad created a new script by the name of 'Guru Mukhi' and had his brother Bala write Nanak's biography: 'Janam Sakhi'. The third guru Amar Dasatgot a deep well constructed and declared its water the alternate to Hindus' sacred rivers.The fourth guru Ram Das founded the city of Amritsar.In 1604, Guru Arjun Singh penned the religious scripture 'Adi Granth' and built the central religious temple: 'Harmandir Sahib'. The sixth Guru Hargobind got 'Akal Takht' built right in front of Harmandir Sahib. Hargobinds forces defeated Mughal forces thrice in a row. The seventh guru Hari Rai was less aggressive in his approach

The eighth guru Harkishan stayed guru for only two years while the ninth guru was assassinated at the orders of Delhi's 'Qazi'. The tenth Guru penned another religious scripture: 'Dasam Granth' and on 13 April 1699 while addressing a huge crowd in Anandpur declared all Sikhs as 'Khalsa-the pure' thereby separatingthem from all other Sikh school of thoughts and hence marked the completion of Sikhism as a religion. In this new sect, every man was called a 'Singh' i.e. lion and very woman a 'Kaur' i.e. princess.

پنجاب میں آریاؤں(۱) کی آمد (۱۵۰۰ ق م) سے کلاسیکل ہندومت کی ابتدا ہوئی ۔اس سے قبل یہاں قبائلی یا دراوڑی عقائد کارفرما تھے۔آریاؤں نے پنجاب میں بیٹھ کررگ وید (Rigveda) تحریر کی، جسے دنیا کی پہلی کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے (۲) بدھ مت کو بھی یہاں بہت فروغ ہوا۔ٹیکسلا اور اُس کے نواحی شہروں کے کھنڈرات آج بھی اِس مذہب کی عظمت کی شہادت پیش کررہے ہیں۔جین مت بھی یہاں مقبول مذہب رہا۔مسلمانوں کی آمد سے اس علاقے میں اسلام کا نور پھیلا اور بتوں کے نام سے خدائی اختیارات کی تقسیم ختم ہوئی ۔ہندومفکرین نے اس خطرے کو پوری طرح بھانپ لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی دھاوا کا مقابلہ کرنے کے لیے بھگتی تحریک (۳) کی داغ بیل ڈالی ۔بھگتی تحریک کے ابتدائی پیشواؤں پنڈت شنکر اچاریہ (۷۸۸۔۸۲۰ء) اور سوامی رامانج (۱۰۱۶۔۱۱۳۷ء) کا تعلق جنوبی ہند سے تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ

* ڈاکٹر، پروفیسر شعبۂ سیاسیات، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی برقی پتا: drazamchaudhary@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۲ فروری ۲۰۱۴ء

ہندوؤں کو مسلمانوں سے ملنے جلنے اور اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے کا موقع پہلے پہل جنوبی ہند میں ہی ملا تھا۔شمالی ہند میں بھگتی تحریک کا بیج سوامی رامانند (۱۴۰۰۔۱۴۷۰ء) نے بویا،لیکن زیادہ شہرت بھگت کبیر داس (۱۴۴۰۔۱۵۱۸ء) اور بابا گورو نانک (۱۴۶۹۔۱۵۳۹ء) کو ملی۔کبیر نے اپنے عقیدے کی تبلیغ میں کہا کہ ہندو بت پرستی، ذات پات اور فضول رسم ورواج ترک کردیں۔انہوں نے مسلمانوں کے پیغمبر، کتاب، حج اور روزوں کو بھی ماننے سے انکار کیا۔کبیر نے کئی مرتبہ دہرایا کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی شخص کی اولادیں اور ایک ہی رب کی عبادت کرتے ہیں۔بے شک آپ اسے رام کہیں یا رحیم۔اگرچہ کبیر نے ہمیں کوئی مت (ISM) نہیں دیا، تاہم برصغیر جنوبی ایشیا کے بعض علاقوں میں اُس کے ماننے والے پائے جاتے ہیں۔(۴)

گورونانک نے ۱۴۹۹ء میں سکھ مت کی بنیاد رکھی (۵) انہوں نے عوام سے اپنے پہلے پیغام میں کہا کہ: کوئی ہندو نہیں ہے، کوئی مسلمان نہیں ہے، سب ایک ہی خدا کی اولاد ہیں (۶) تمام انسانوں سے ایک سا سلوک کیا جانا چاہیے۔انہوں نے ہر قسم کی بت پرستی، ذات پات اور فرقہ واریت کی مخالفت کی۔انہوں نے تعلیم دی کہ خدا کو ایک مانا جائے، مذاہب کے مابین تفریق ختم کردی جائے اور ان تمام عقائد کو یکسر ختم کردیا جائے جو مذہبی قائدین نے عبوری طور پر پھیلائے ہیں۔خدا سے پیار اور عقیدت ہی خدا کی رحمت کا صحیح ذریعہ بن سکتی ہے۔عبادت گاہ وہ ہے، جس میں ہر وقت خدا کا نام لیا جائے۔ اِس طرح انہوں نے بڑی حد تک ہندو مسلم کلچر اور فلاسفی کو باہم ملانے کی کوشش کی (۷)۔نانک نے اپنی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے اپنے بچپن کے مسلمان ساتھی بھائی مردانا رُبابی کے ہمراہ تین مختصر وقفوں کے ساتھ ۲۴ سال (۱۴۹۷۔۱۵۲۱ء) سیاحت کا سفر کیا۔اِن کا پہلا سفر بنگال، دوسرا لنکا، تیسرا تبت اور چوتھا مکہ، مدینہ اور بغداد کی طرف تھا۔اس سیاحت کے دوران آپ نے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں تک اپنا پیغام پہنچایا۔چوتھے اور آخری سفر سے واپسی پر جب گورو جی اپنے چیلے لالو کے پاس ایمن آباد (گوجرانوالہ) میں تھے، مغلیہ خاندان کے بانی ظہیر الدین بابر نے ہندوستان پر تیسرا حملہ (۱۵۲۰ء) کیا۔مغلوں کے خلاف لوگوں کی بے بسی کو گورو جی نے اِن الفاظ میں بیان کیا:(۸)

پاپ کی برات لے کر بابر کابل سے اتر آیا ہے
اور زبردستی دلہن کو غضب کرنا چاہتا ہے او لالو!
نیکی اور شرافت ختم ہوگئی ہے
اور جھوٹ کا دور دورہ ہے او لالو!
لوگ خون میں ڈوب کر بھی آزادی کے رجز گاتے ہیں

روایت ہے کہ اِس معرکے میں ہزاروں لوگوں کے ساتھ نانک اور بھائی مردانا کو بھی گرفتار کرلیا گیا، جب بابر کو اس کا علم ہوا تو اس نے خود گورو جی سے ملاقات کی اور گورو جی کی فرمائش پر تمام نظربندوں کو رہا کردیا گیا (۹)۔گورو جی نے اسے

ہندوستان پر قبضہ اور دس پشتوں تک اِس پر حکمرانی کی بشارت دی۔

گورونانک نے دوسرے سیاحتی سفر کے بعد ۱۵۱۵ء میں کرتار پور (نارووال) کی بنیاد رکھی تھی۔ سیاحتی دور کے اختتام پر ۱۵۲۱ء کے شروع میں گوروجی نے اسے اپنا مستقل مستقر بنایا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ یہاں رہنے لگے۔ انھوں نے اپنی گزر بسر کے لیے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا اور اپنی محنت کی حلال کمائی کی تلقین کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اس کا نمونہ بھی پیش کرنا شروع کر دیا۔ نانک نے ہندوستان کے دوسرے مذہبی پیشواؤں اور مصلحین کی طرح اپنے آپ کو صرف مذہب اور عبادت تک محدود نہیں رکھا، بلکہ لوگوں کو عوامی سطح پر منظّم بھی کیا۔ انھوں نے طبقاتی کشمکش ختم کرنے اور آزاد جمہوری معاشرہ قائم کرنے کے لیے سنگت اور پنگت کے دو ادارے قائم کیے۔ جہاں اعلیٰ وادنیٰ امیر وغریب برابری کی بنیاد پر اٹھتے بیٹھتے اور کھانا تناول کرتے تھے۔ ان کے بعد اس کام کو ان کے پیروکاروں نے جاری رکھا(۱۰)۔ گورونانک نے اپنی روحانی تعلیم کے تسلسل کو جاری رکھنے کے لیے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے ایک مرید لہنا کو انگر (اپنی ذات کا جزو) کا خطاب دے کر اپنا جانشین مقرر کیا اور ۲۰ دن بعد ۷ ستمبر ۱۵۳۹ء کو اس فانی دنیا سے کُوچ کر گئے۔

دوسرے گورو انگر (۱۵۰۴۔۱۵۵۲ء) نے نانک کی روایات کیرتن اور لنگر دینے کے علاوہ دو اہم اقدامات کیے جو سکھوں کو منظّم کرنے میں معاون ثابت ہوئے۔ ان میں ایک تو گورونانک اور صوفی سنتوں کا کلام جو انھوں نے اپنی سیاحتوں کے دوران جمع کیا تھا، لکھنے کے لیے گورمکھی رسم الخط ایجاد کیا۔ دوسرا انھوں نے گورونانک کے پرانے ساتھی بھائی بالا کے ذریعے نانک کی سوانح عمری مرتب کرائی جس میں ان کی تعلیمات بھی تلخیص کے ساتھ موجود تھیں۔ اپنی روایت سے متعلق لوگوں کے لیے مخصوص رسم الخط اور کسی مذہبی کتاب کی غیر موجودگی (گرنتھ صاحب ۱۶۰۴ء میں گورو ارجن دیو نے مرتب کیا) میں جنم ساکھی کی تالیف نے اِن کے عقیدت مندوں میں اتحاد وتعاون پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔(۱۱)

تیسرے گورو امرداس (۱۴۷۹۔۱۵۷۴ء) دوسرے گورو کے سمدھیانے کے رشتہ دار تھے۔ جن کو نانک کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انگر نے اپنا جانشین مقرر کیا۔ امرداس نے سکھ عقیدت مندوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں پہنچ گئے تھے منظّم کرنے کے لیے ۲۲ منجیوں (حلقوں) میں تقسیم کیا اور ہر منجی کے لیے ایک آزمودہ کار اور روحانی طور پر ترقی یافتہ سکھ بحیثیت سربراہ اور اپنے نائب کے متعین کیا۔ اس کے علاوہ اُس نے امرتسر کی تحصیل ٹرنتارن (اب ضلع) میں ایک نیا گاؤں گوئندوال آباد کیا اور وہاں ایک باؤلی تعمیر کرائی۔ اس کا مقصد سکھوں کو ہندوؤں کے متبرک دریاؤں کی یاترا سے آزاد کرانا تھا۔ ان کے مطابق باؤلی کے پانی میں ان دریاؤں کی تاثیر پائی جاتی تھی۔ امرداس نے سکھوں کی پیدائش واموات اور شادی بیاہ کی رسومات کو بھی ہندوؤں سے الگ کرنے کی کوشش کی اور مختلف رسومات کے دوران شاستروں کی بجائے گوروؤں کا کلام پڑھنے کی ہدایت کی۔ عورتوں کے پردے اور ستی کی بھی مخالفت کی(۱۲)۔ وفات سے قبل اپنے داماد رام

داس (جیٹھا بھائی) کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

چوتھے گورو رام داس (۱۵۳۴۔۱۵۸۱ء) نے نانک سے وابستہ ایک مقام کو جہاں قدرتی پانی کا ایک چشمہ تھا اکبر بادشاہ سے ۱۲۵۰ ایکڑز مین حاصل کر کے ایک شہر بسایا۔ اس شہر کو پہلے گورو کا چک کہا گیا اور پھر تالاب کی مناسبت سے اس کا نام امرتسر پڑ گیا۔ بعد کے سکھ گوروؤں نے امرتسر کو اپنے مستقر کی حیثیت سے اختیار کیا۔ دہلی اور کابل جانے والی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے اس شہر نے تجارتی اور مذہبی دونوں لحاظ سے خوب ترقی کی۔ گورو رام داس کے بعد گورو کا عہدہ ان کی اولاد میں موروثی ہوگیا۔ سکھ گوروؤں نے اپنی شخصیت میں مذہبی رہنمائی کے ساتھ ساتھ دنیاوی بادشاہ کا تصور بھی شامل کر لیا اور سکھ گورو مغل بادشاہ کے بالمقابل ''سچا بادشاہ'' کہلوانے لگے(۱۳)۔

پانچویں گورو ارجن دیو (۱۵۶۳۔۱۶۰۶ء) کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے پیشرو چاروں سکھ گوروؤں، سولہ بھگتوں اور سترہ بھاٹوں کا کلام، جو نانک نے اپنی سیاحت کے دوران ہندوستان کے کونے کونے سے جمع کیا تھا، مرتب کر کے سکھوں کے لیے مقدس کتاب آدی گرنتھ (۱۶۰۴ء) مرتب کی۔ جو اُس دَور سے لے کر ہمیشہ کے لیے سکھوں کی مذہبی زندگی کا محور قرار پائی۔ گورو گوبند کے بعد تو اس کتاب کو باضابطہ گورو کا درجہ مل گیا۔ اس کے علاوہ گورو ارجن نے ایک مرکزی عبادت گاہ ''ہرمندر صاحب'' تعمیر کرا کے سکھوں کو جغرافیائی اعتبار سے بھی ایک مذہبی مرکز فراہم کر دیا۔ یہ جگہ سکھوں میں دربار صاحب (گولڈن ٹیمپل) کے نام سے بھی یاد کی جاتی ہے۔ ہرمندر کا سنگ بنیاد مشہور مسلمان صوفی حضرت میاں میر (۱۵۷۲۔۱۶۳۵ء) نے رکھا تھا(۱۴)۔ گورو ارجن نے نذرانوں کو ایک باضابطہ اور منظّم شکل دینے کے لیے دسونتھ (عشر) کا نظام رائج کیا۔ اس سے سکھ جماعت کے لیے ایک مضبوط معاشی بنیاد قائم ہوگئی۔(۱۵)

گورو ارجن کو اپنے بھائی پرتھی چند، لاہور کے دیوان چندو لال اور شہزادہ خسرو کی وجہ سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پرتھی چند گورو ارجن کے مقابلے میں گورو گدھی کا دعویدار تھا اور چندو لال اپنی لڑکی کی شادی ارجن کے اکلوتے بیٹے ہرگوبند سے کرنا چاہتا تھا، لیکن ان دونوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ جہانگیر بادشاہ کو حکومت سنبھالے ابھی چھ ماہ ہوئے تھے کہ ۱۶۰۶ء کے موسم بہار میں اس کے بڑے لڑکے شہزادہ خسرو نے بغاوت کر دی۔ اس موقع پر گورو نے شہزادے کو ۵ ہزار روپے نقد دینے، راج تلک لگایا اور فتح کے لیے دعا کی(۱۶)۔ شہزادے نے کامیابی کی صورت میں پنجاب کی حکومت گورو کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن جہانگیر نے اِس بغاوت کو کچل دیا۔ گورو بھی اس کی تعذیب کا نشانہ بنے۔ گورو نے آخری خواہش کے طور پر دریائے راوی میں غسل کی اجازت چاہی اور ۳۰ مئی ۱۶۰۶ء کو راوی میں ایسا غوطہ لگایا کہ پھر کبھی منظر عام پر نہ آئے۔ اس کی سمادھی بنام گوردوارہ ڈیرہ صاحب شاہی قلعہ لاہور کے سامنے مہاراجہ کی مڑھی کے نزدیک ایستادہ ہے۔ سکھ تاریخ میں گورو ارجن کی شہادت سکھ مسلم کشیدگی کا نقطۂ آغاز ہے۔(۱۷)

چھٹے گورو ہرگوبند (۱۵۹۵۔۱۶۴۴ء) نے اپنے والد ارجن کا بدلہ لینے کے لیے اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کیا۔ لوہ

گڑھ امرتسر میں ایک قلعہ اور ہرمندر کے بالمقابل اکال تخت تعمیر کرایا(۱۸)۔ یہاں مذہبی تعلیم کے علاوہ عسکری تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ شاہجہاں کی تخت نشینی (۱۶۲۸ء) کے بعد سکھوں اور مغلوں کے درمیان تین جھڑپیں ہوئیں اور ان تینوں جھڑپوں میں مغلوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ امرتسر کے قریب پہلی جھڑپ میں سپہ سالار مخلص خان، ستلج پار لہیرا کے نام پر دوسری جھڑپ میں قمر بیگ اور لعل بیگ اور کرتار پور (جالندھر والا) کے مقام پر تیسری جھڑپ میں پائندہ خاں دوبدو لڑائی میں مارا گیا۔ اس لڑائی کے بعد ۱۶۳۹ء میں گورو اپنے بسائے ہوئے شہر کیرت پور (روپ نگر) میں جا بسے اور اپنی جماعت کی ترقی اور بہبودی کے لیے کام کرنے لگے۔

ساتویں گورو ہررائے (۱۶۳۰۔۱۶۶۱ء) ایک صلح جُو اور امن پسند انسان تھے، سوائے ایک موقع کے جب ۱۶۵۷ء میں داراشکوہ (گورنر پنجاب) اپنے بھائی اورنگ زیب عالمگیر کی فوجوں سے بچ کر راہِ فرار اختیار کر رہا تھا تو گورو جی نے داراشکوہ کو بچانے میں اعانت کی۔ داراشکوہ کی شکست بلکہ قتل کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے گورو جی کو دہلی طلب کیا، لیکن گورو جی نے خود دہلی جانے کے بجائے اپنے فرزندِ کلاں رام رائے کو بھیج دیا۔ رام رائے ایک مدبر اور دانشور انسان تھا، عالمگیر نے اس کے ساتھ بہت فیاضانہ سلوک کیا۔ جس سے متاثر ہو کر وہ بادشاہ کا ہم رکاب ہو گیا اور شاہی خدمات انجام دینے لگا۔ اُس نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گوروبانی (اسا دی وار) کا ایک لفظ بدل کے ''مٹی مسلمان کی پیڑے پئی کمہار'' کی بجائے ''مٹی بے ایمان کی پیڑے پئی کمہار'' کر ڈالا تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں گورومت کے خلاف کی تھیں۔ جس کی وجہ سے گورو جی نے اسے منہ نہ لگایا اور گوروگدھی سے محروم کر دیا(۱۹) اور اپنی وفات سے قبل اپنے چھ سالہ صاحبزادے ہرکشن کو آٹھواں گورو نامزد کر دیا۔ جو دو سال گورو رہنے کے بعد چیچک کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

نویں گورو تیغ بہادر (۱۶۲۱۔۱۶۷۵ء) ریاست دوست انسان تھے۔ اس لیے انہوں نے فقیری کی بجائے امیری کا سامان اختیار کیا۔ ایک ہزار مسلح محافظ رکھے اور کیرٹ پور میں مستحکم قلعہ تعمیر کرایا۔ گورو جی کے سیاسی اثر و رسوخ اور کارروائیوں نے عالمگیر کی حکومت کو پریشان کر دیا۔ عالمگیر اپنی ہندو رعایا کو مسلمان بنانا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے کشمیر پر خصوصی توجہ دی۔ اس کا خیال تھا کہ کشمیری پنڈت پڑھے لکھے لوگ ہیں، اگر یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو باقی ہندوؤں کو ان کی پیروی کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوگی اور اگر کشمیریوں نے اس راستے میں کوئی رکاوٹ ڈالی تو پشاور اور کابل کی اسلامی قوتیں ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر سکتی ہیں(۲۰)۔

مؤرخین کے مطابق مئی ۱۶۷۵ء میں کشمیری پنڈتوں کا ایک وفد گورو جی سے آنند پور (روپ نگر) میں آ کر ملا اور کشمیر کے صوبیدار شیر افگن کی غیر مسلم آبادی پر اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ کی داستان سنائی تو گورو جی نے کہا کہ وہ پہلے بادشاہ عالمگیر کو مسلمان کرے۔ میر غلام حسین خاں طباطبائی (سیر المتاخرین مطبوعہ ۱۷۸۲ء) لکھتا ہے کہ گورو تیغ بہادر اور

ایک متعصب مسلمان حافظ آدم نے مل کر اپنے گرد لوگوں کی ایک بڑی جماعت جمع کر لی تھی جس کی مدد سے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں سے زبردستی رقوم جمع کرتے تھے (۲۱)۔ وقائع نویسوں کی شکایت پر گورو جی کو دہلی طلب کیا گیا۔ دہلی جانے سے قبل انہوں نے اپنے ۹ سالہ صاحبزادے رائے گوبند کو اپنا جانشین مقرر کیا اور گورو جی دہلی چلے گئے۔ سردار رتن سنگھ بھنگو کے مطابق ''گورو جی کی طرف سے اسلام قبول کرنے سے انکار کے بعد دہلی کے قاضی نے انہیں کوئی کرامت دکھانے کو کہا تو گورو نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر تعویذ کی طرح کچھ لکھ کر دھاگے کے ساتھ باندھ کر گلے میں ڈال لیا اور کہا کہ اس پر تلوار کا وار کارگر نہیں ہوگا۔ چنانچہ تلوار چلائی گئی تو گورو جی کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ جب کاغذ کھول کر دیکھا گیا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ ''سیس دیا پر سر نہ دیا'' یعنی جان دے دی مگر خدا کا بھید ظاہر نہیں کیا۔ یہ واقعہ ۱۱ر نومبر ۱۶۷۵ء کو لال قلعہ کے قریب چاندنی چوک دہلی میں رونما ہوا۔ جس جگہ گورو جی کا سر کٹ کر گرا وہاں گوردوارہ سیس گنج تعمیر کیا گیا (۲۲)۔

دسویں اور آخری گورو گوبند سنگھ (۱۶۷۵۔۱۷۰۸ء) نے اپنے مقلدین کے حلقے میں سخت گیر اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لیے وسم گرنتھ (۱۶۹۶ء) (۲۳) مرتب کی اور ۱۳ر اپریل ۱۶۹۹ء کو بیساکھی کے موقع پر اکال تخت کیش گڑھ صاحب (آنند پور) کے ایک بڑے اجتماع میں باضابطہ پاہل (اِرادت) کا سلسلہ شروع کیا اور پاہل لینے والے تمام سکھوں کو خالصہ قرار دیا گیا۔ اس سے قبل خالصہ کی اصطلاح صرف اُن سکھوں کے لیے استعمال ہوتی تھی جن کو گوروؤں نے خود سکھ مت میں شامل کیا ہو، نہ کہ مُسندوں نے۔ اس سے سکھوں میں نہ صرف جماعتی وحدت کا گہرا احساس پیدا ہوا بلکہ ان کا دوسرے محدود سکھ فرقوں جیسے رام رائے اور پرتھی چند وغیرہ کے پیروکاروں سے کوئی تعلق بھی نہ رہا۔ گورو جی نے کہا کہ جنیو کا کچا دھاگہ جسے ہندوؤں کے تین بَرن کے لوگ گلے میں پہنتے ہیں میرے سب سکھ اسی وقت توڑ دیں اور آئندہ کوئی سکھ زنار نہ پہنے۔ اس موقع پر گورو جی نے اپنے متبعین کے لیے بعض مخصوص شرعی قوانین بھی وضع کیے، جنہوں نے سکھ تشخص کو متعین کرنے اور ہندوؤں اور مسلمانوں سے الگ ان کی امتیازی شان پیدا کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ گورو جی نے تمام سکھوں کو حکم دیا کہ تمباکو نوشی سے مکمل احتراز کریں، غریب غربا کی مدد کریں، مرد اپنے نام کے ساتھ سنگھ (شیر) اور عورتیں کور (شہزادی) لکھیں اور پانچ ککے (کیس، کنگھا، کڑا، کرپان اور کچھا) ہر سنگھ کے جزو بدن ہونے چاہئیں۔ انہوں نے ملاقات کے وہ دعائیہ کلمات جو ہندوؤں اور مسلمان ادا کرتے تھے، ترک کرنے کی ہدایت کی اور تعلیم دی کہ جب گورو کے دو خالصے آپس میں ملیں تو ایک کہے، واہ گورو جی کا خالصہ دوسرا جواباً کہے واہ گورو جی کی فتح ست سری اکال (۲۵)۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے آخری گورو ہونے کا اعلان کیا اور گرنتھ صاحب کو اَمر گورو قرار دیا۔ اسی اجلاس میں بھائی نندلال نے سکھ پنتھ کو یہ نعرہ دیا کہ ''راج کرُو گا خالصہ آ کی رہے نہ کوئے'' (خالصہ راج کرے گا اور کوئی مخالف رہنے نہ پائے گا) اس نعرے کی عملی تعبیر پہلی مرتبہ اس وقت ہوئی جب بابا بھگیل کی قیادت میں سکھ ۱۱ر مارچ ۱۷۸۳ء کو دہلی دربار پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ (۲۶)

خالصہ کی تنظیم کے بعد گورو جی نے مغل حکومت سے اپنے والد گورو تیغ بہادر کے قتل کا بدلہ لینے کا فیصلہ کیا، گورو نے ابتدا میں کچھ پہاڑی ریاستوں کو مطیع کرلیا، مگر وہ مغل حکومت کو شکست دینے میں ناکام رہے۔ مغل حکومت نے سرہند کے صوبیدار وزیر خان اور لاہور کے ناظم زبردست خاں کی سپہ سالاری میں ۱۷۰۴ء میں آنند پور کا محاصرہ کرکے گورو جی کو شکست دی۔اس معرکے میں گورو جی کی اہلیہ ماتا سندری، والدہ مائی گجری اور دو صاحبزادے زورآور سنگھ اور فتح سنگھ بھی ان سے جدا ہوگئے۔ ماتا سندری کو کسی مخلص پیروکار نے بحفاظت دہلی پہنچایا۔مگر مائی گجری اور دو صاحبزادے سرہند کے صوبیدار وزیر خاں کے ہاتھ چڑھ گئے اس نے دونوں صاحبزادوں کو مروادیا، یا سکھ روایت کے مطابق زندہ دیوار میں چنوا دیا۔اس صدمے سے مائی گجری کا انتقال ہوگیا(۲۷)۔گورو جی اپنے ۴۰ پیروکاروں کے ہمراہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔چمکور(روپ نگر) کے مقام پر ایک اور جھڑپ ہوئی جس میں گورو جی کے پیروکار اور باقی دو صاحبزادے اجیت سنگھ اور جوجھار سنگھ بھی مارے گئے۔گورو جی بھیس بدل کر چمکور سے بہلول پور (لدھیانہ) پہنچ گئے۔ عالمگیر بادشاہ کو جب پنجاب میں ان کارروائیوں کا پتا چلا تو اس نے گورو جی کے ساتھ مفاہمت کے لیے ایک فرمان جاری کیا اور انہیں اپنے پاس (دکن میں) بلایا۔گورو نے جواباً ایک جذباتی خط (ظفرنامہ چودہ سو فارسی اشعار پر مشتمل) لکھا۔اس خط میں مغل حکومت کے ہاتھوں ہونے والی آفات کی واضح تصویر کشی کی گئی۔اس خط میں لکھا گیا کہ اسے بے اولاد، بن ماں اور بغیر گھر کے کردیا گیا ہے۔ وہ اپنے پیارے دوستوں سے محروم ہوگیا ہے۔روزِ جزا ایک دن آئے گا جب زیادتی کرنے والے کو خالق کائنات کے سامنے اپنی زیادتیوں کا حساب دینا ہوگا، جو وہ مجبوروں اور مظلوموں سے کرتا رہا ہے۔اِس خط کے جواب میں بادشاہ نے دوبارہ ملنے کو کہا، چنانچہ گورو بادشاہ سے ملنے کے لیے دکن جاتے ہوئے ابھی راجستھان ہی میں تھے کہ عمر رسیدہ ۸۹ سالہ بادشاہ عالمگیر ۳ مارچ ۱۷۰۷ء کو راہیٔ ملک بقا ہوا(۲۸)۔ عالمگیر کے بیٹوں کی جنگ تخت نشینی کے دوران گورو نے شاہ عالم اول کی حمایت کی اور آگرہ جا کر اس سے ملے اور گورو اس امید کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ دکن چلے گئے کہ آنند پور انہیں واپس مل جائے گا۔ایک سال شاہی کیمپ کے قریب رہے، مگر جب مسئلہ حل ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو مہاراشٹر میں دریائے گوداوری کے کنارے ناندیڑ کے مقام پر رہنے لگے۔ یہاں گورو جی نے ڈوگرہ راجپوت بندہ بیراگی (۱۶۷۰۔۱۷۱۴ء) کو اپنا دنیوی جانشین مقرر کیا اور چند دن بعد ۷/اکتوبر ۱۷۰۸ء کو ایک افغان باشندے گل خاں نے اپنے دادا پائندہ خاں کے قتل کا انتقام لیتے ہوئے گورو جی کو شہید کردیا(۲۹)۔اب وہاں اُن کی یاد میں ایک تاریخی گوردوارہ اچل نگر حضور صاحب بنا ہوا ہے۔ جہاں پر ہر سال ہزاروں عقیدت مند لوگ درشن کے لیے جاتے ہیں۔

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ نے جس مقصد کے لیے اپنی زندگی وقف کردی تھی یعنی مغل حکومت سے اپنے والد کے قتل کا انتقام لینے کے لیے اس میں وہ ناکام رہے بلکہ انہیں بہت سے مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا۔لیکن خالصہ کی تشکیل کے لیے انہوں نے سکھوں میں قومی اکھنڈت کا جو جذبہ پیدا کیا تھا اس نے مغلوں کے زوال کے زمانے

میں خوب رنگ دکھایا اور بالآخر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وسیع سلطنت (۱۷۹۹۔۱۸۴۹ء) کی صورت میں اپنی معراج کو پہنچا۔ دوسری طرف سکھ مت کا جو ارتقا گورو انگر کے دور سے شروع ہوا تھا، وہ گورو گوبند سنگھ کے عہد میں اپنی تکمیل کو پہنچ گیا اور سکھ دھرم ایک باقاعدہ اور منفرد روایات کے ساتھ اقوامِ عالم کے سامنے آگیا۔

مراجع وحواشی

(۱) آریہ وسطی ایشیا (خوارزم، بخارا اور بحیرۂ کیسپین کے ساحلی علاقوں) سے نقل مکانی کر کے پنجاب میں وارد ہوئے۔ ان سے قبل پنجاب میں منڈا، منگول، کولاری اور وراوڑی قبائل آباد تھے۔ عین الحق فرید کوٹی، اردو زبان کی قدیم تاریخ، ص ۹۶، لاہور، اورینٹ ریسرچ سینٹر، طبع سوم ۱۹۸۸ء

(۲) ڈاکٹر انجم رحمانی، پنجاب: تمدنی ومعاشرتی جائزہ، ص ۱۸، لاہور، الفیصل اردو بازار ۱۹۹۸ء

(۳) بھگتی کے معنی خدمت کرنے کے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے مراد عشقِ الٰہی ہے۔ بھگتی تحریک نے سب سے پہلے ویدوں کی مذہبی رسومات کے خلاف احتجاج کیا اور ایک اصلاحی راستہ تجویز کیا۔ اس تحریک کی ابتدا ایکن تیکا دھرم (Ekantika Dharma) یعنی واحد سے وابستگی کے اصول پر ہوئی۔ دراصل یہ تعلیمات بھگوت گیتا سے اخذ کی گئی تھیں۔ ایشوری پرشاد، History of Medieval India، ص ۸۷۔ ص ۷۷۵، الہ آباد، انڈیشن پریس پبلی کیشنز ۱۹۳۳ء بھگتی مبلغین نے مختلف مذاہب کی یکسانیت، خدا کی وحدانیت اور انسانی اعمال کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے برہموں اور ملاؤں کی مذہبی بالادستی کے خلاف آواز اٹھائی۔ بھگتی تحریک آٹھویں سے سولہویں صدی عیسوی کے درمیان لوگوں کے عقیدوں اور رسم ورواج پر اثر انداز ہوئی۔

(۴) ڈی۔ پی۔ سینگال A History of the Indian People، ص ۱۵۹، لندن، میتھوین ۱۹۸۳ء بنارس میں ایک خانقاہ موجود ہے جہاں کبیر پنتھ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چولستان کے علاقے میں مینگھ وال قبیلہ کے افراد بھگت کبیر کے پیروکار ہیں۔ مظہر الاسلام، لوک پنجاب، ص ۱۸۹، اسلام آباد لوک ورثہ کا قومی ادارہ ۱۹۸۷ء

(۵) گورونانک ۱۵/اپریل ۱۴۶۹ء کو لاہور سے تقریباً پچاس میل جنوب مغرب میں واقع گاؤں تلونڈی رائے بھوئے ضلع ننکانہ صاحب کے بیدی ہندو پٹواری گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اِن کی جوانی مسلمانوں میں گزری۔ وہ اسلامی تعلیمات کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ان کی شادی بٹالہ کے کھتری خاندان میں ہوئی۔ اُن کے دو صاحبزادے سری چند ۱۴۹۴ء میں اور لکھمی داس ۱۴۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ بڑے فرزند اداسی سادھوؤں کے فرقے کے بانی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں، جبکہ دوسرے صاحبزادے کی اولاد پنجاب کے مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ نانک کو ۱۴۹۹ء میں عشقِ الٰہی کا جام عطا ہوا اور ذکرِ الٰہی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ (پُراتن جنم ساکھی ص ۱۷) ۲۴ سال (۱۴۹۷۔۱۵۲۱ء) سیاحت کے بعد کرتارپور (نارووال) میں مستقل سکونت پذیر ہو کر میل جول اور صلح وآشتی کا پیغام دینے لگے۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۷ ستمبر ۱۵۳۹ء کو رحلت فرمائی۔

(۶) ممتاز سکھ مؤرخ خشونت لکھتا ہے کہ نانک کے اِس خیال نے پنجابی بیداری اور پنجابی قومیت کو جنم دیا۔ A History of the Sikhs جلد اول، ص ۴۸، دہلی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۷۷ء، ڈاکٹر جے ایس گریوال کے مطابق نانک کی تعلیمات سیاسی نہیں بلکہ مذہبی ہیں۔ Guru Nanak to Maharaja Ranjit Singh ص ۲، امرتسر، گورونانک یونیورسٹی ۱۹۷۲ء

(۷) ڈی۔ پی۔ سینگال کی محولہ کتاب، ص ۶۰۔ ص ۱۵۹

(۸) گوروگرنتھ صاحب تلنگ راگ ص ۷۲۲، بحوالہ ہربنس سنگھ گورونانک سوانح عمری ص ۲۴۶، لاہور، نگارشات ۲۰۰۰ء

(۹) محمد قاسم فرشتہ کے مطابق ۳۰ ہزار غلام مرد اور عورتیں کیمپ میں جمع کیے گئے تھے۔ تاریخ فرشتہ جلد دوم، ص ۲۰۲، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۶۲ء نریندر سنگھ بھلیر، سکھوں کے لیے ہندو اچھے یا مسلمان، ص ۴، جالندھر، موہن پریس ۱۹۶۶ء

(۱۰) شمشیر سنگھ اشوک، حقائق سکھ تواریخ، ص ۵۱ تا ۵۴، امرتسر آزاد بک ڈپو ہال بازار ۱۹۸۳ء راوی کنارے کرتار پور میں نانک جی کا لنگر، کھڈور صاحب میں انگر جی کا لنگر، بیاس کنارے گوئندوال میں امرداس کا لنگر، امرتسر شہر میں رام داس کا لنگر اور آنند پور میں گوبند سنگھ جی لنگر زمانہ قدیم سے مشہور ہیں۔ گوئندوال میں اکبر بادشاہ نے بھی اپنی بیگمات اور پوتے خسرو کے ہمراہ تناول طعام بصد ذوق وشوق فرمایا تھا۔

(۱۱) عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، ص ۳۱۶، لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت ۱۹۹۰ء

(۱۲) عماد الحسن فاروقی کی محولہ کتاب، ص ۳۱۷، سید محمد لطیف، تاریخ پنجاب (ترجمہ افتخار محبوب) ص ۵۰۶، لاہور، پہلی اشاعت ۱۸۹۱ء، جدید اشاعت تخلیقات ۱۹۹۶ء

(۱۳) عماد الحسن فاروقی کی محولہ کتاب ص ۳۱۸، سید محمد لطیف کی محولہ کتاب ۵۰۸

(۱۴) اودھم سنگھ، تاریخ دربار صاحب، امرتسر ص ۸۴، گوجرانوالہ پیسہ اخبار، پبلشرز ۱۹۱۲ء۔

(۱۵) بعض سکھ یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا کی دولت نانک سے ۱۲ کوس، انگر سے ۶ کوس کے فاصلے پر تھی۔ امرداس کے دروازے پر اور ارجن کے گھر میں پہنچ گئی۔

(۱۶) گوکل چند نارنگ، Transformation of Sikhism، ص ۴۵ لاہور، نیو بک سوسائٹی ۱۹۴۶ء، توزک جہانگیری (اردو ترجمہ اعجاز الحق قدوسی) ص ۱۵۳، لاہور ۱۹۶۸ء

(۱۷) ابوالامان امرتسری نے ثابت کیا ہے کہ گوروارجن کا قتل چندو لال کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔ اُسی نے جلاد کو گورو جی کی گردن اڑانے کا حکم دیا تھا۔ دیکھیے: سکھوں اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی دیواریں، ص ۲۰۳ تا ۲۱۳ قومی ڈائجسٹ سکھ تحریک نمبر لاہور اگست ۱۹۸۴ء، یہ مضمون امرتسری کی تصنیف ''سکھ مسلم تاریخ۔ حقیقت کے آئینے میں'' (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۵۸) کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب اب نایاب ہے۔

(۱۸) بعد ازاں اس طرح کے چار اور اکال تخت آنند پور ضلع روپ نگر (روپڑ) دمدمہ صاحب ضلع بٹھنڈا، پٹنہ صوبہ بہار اور اچل نگر حضور صاحب ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر) میں بنائے گئے۔ اکال تخت میں دسم گرنتھ رکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

(۱۹) شمشیر سنگھ اشوک کی محولہ کتاب، ص ۱۰۹

(۲۰) میکس ارتھر میکالیف The Sikh Religion، جلد چہارم، ص ۶۵ ۳، آکسفورڈ، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۰۹ء

(۲۱) سید محمد لطیف کی محولہ کتاب ص ۵۱۰، جے ایس گریوال، سکھ: مذہب، تاریخ، سیاست (ترجمہ امجد محمود) ص ۸۱، لاہور، بک ہوم ۲۰۰۷ء

(۲۲) شمشیر سنگھ اشوک کی محولہ کتاب، ص ۳۴، کنھیا لال سرہندی، تاریخ پنجاب، ص ۳۹ لاہور، پہلی اشاعت ۱۸۷۷ء، جدید اشاعت مجلس ترقی ادب ۱۹۸۱ء

(۲۳) دسم گرنتھ صاحب (۱۶۹۶ء) آدی گرنتھ صاحب (۱۶۰۴ء) کے بعد سکھ مت کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔ اس میں دسویں گورو صاحب کا کلام شامل ہے۔ بعض علما کا کہنا ہے کہ اِس گرنتھ میں دسویں گورو کے ۳۲ درباری شاعروں کا کلام بھی شامل ہے لیکن ''نرملے سنت'' جو خالصہ پنتھ کی علمی روایت کے امین ہیں، اس بات پر متفق ہیں کہ دسم گرنتھ پورے کا پورا دسویں پاتشاہی گورو گوبند سنگھ ہی کی لکھی ہوئی رچنا ہے۔

(۲۴) پوہل کی رسم میں یہ تبدیلی کی گئی کہ پہلے یہ رسم گورو کے پاؤں دھلے پانی کو پی کر ادا کی جاتی تھی اب سادہ پانی میں کرپان گھما کر پلانے کی رسم اختیار کی گئی۔

(۲۵) اقبال صلاح الدین، تاریخ پنجاب ص ۳۹۶ لاہور، عزیز پبلشرز ۱۹۷۴ء عماد الحسن فاروقی کی محولہ کتاب ۲۲۵

(۲۶) خشونت سنگھ، A History of the Sikhs، جلد اول، ص ۷۷، دہلی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

(۲۷) اکرام علی ملک، تاریخ پنجاب جلد اول، ص ۱۱۷، لاہور، سلمان مطبوعات ۱۹۹۰ء ٹی ایس مارٹن، رنجیت نامہ (ترجمہ محمد مجیب) ص ۳۷ لاہور، العصر پبلی کیشنز: ۲۰۰۸ء

(۲۸) نریندر سنگھ بھلیر کی محولہ کتاب ص ۲۴ تا ۳۲

(۲۹) گیانی عباد اللہ، سکھ: عہد اسلامی میں، ص ۱۷۵ لاہور، کتاب منزل ۱۹۴۸ء جے۔ ڈی کننگھم History of Sikhs ص ۳۷، لندن، جان مرے ۱۸۴۹ء دس گورو صاحبان کے مختصراً کوائف ملاحظہ فرمائیے:

	اسم گرامی	جائے پیدائش	حیاتی / سال	جائے وفات	گورو ائی سنہ و سال	خاصیت
۱۔	گورو نانک	تلونڈی، ننکانہ صاحب	۱۴۶۹ء۔۱۵۳۹ء......۷۰سال	کرتار پور، نارووال	۱۴۹۹ء: ۴۰	حلیمی
۲۔	گورو انگد	سرائے ناگا، مُکتسر	۱۵۰۴ء۔۱۵۵۲ء......۴۸ سال	کھڈور صاحب، امرتسر	۱۵۳۹ء: ۱۳	تابعداری
۳۔	گورو امرداس	باسرکے، امرتسر	۱۴۷۹ء۔۱۵۷۴ء......۹۵سال	گوئندوال، ترنتارن	۱۵۵۲ء: ۲۲	مساوات
۴۔	گورو رام داس	چونہ منڈی، لاہور	۱۵۳۴ء۔۱۵۸۱ء......۴۷ سال	گوئندوال، ترنتارن	۱۵۷۴ء: ۷	خدمت
۵۔	گورو ارجن	گوئندوال، ترنتارن	۱۵۶۳ء۔۱۶۰۶ء......۴۳سال	ڈیرہ صاحب، لاہور	۱۵۸۱ء: ۲۵	ایثار
۶۔	گورو ہرگوبند	وڈالی، امرتسر	۱۵۹۵ء۔۱۶۴۴ء......۴۹سال	کیرت پور، روپ نگر	۱۶۰۶ء: ۳۸	عدل
۷۔	گورو ہررائے	کیرت پور، روپنگر	۱۶۳۰ء۔۱۶۶۱ء......۳۱سال	کرتار پور، جالندھر	۱۶۴۴ء: ۱۷	رحم
۸۔	گورو ہرکشن	کیرٹ پور پنگر	۱۶۵۶ء۔۱۶۶۴ء......۸سال	بنگلہ صاحب، دہلی	۱۶۶۱ء: ۰۳	پاکیزگی
۹۔	گورو تیغ بہادر	امرتسر	۱۶۲۱ء۔۱۶۷۵ء......۵۴ سال	چاندنی چوک، دہلی	۱۶۶۴ء: ۱۱	طمانیت
۱۰۔	گورو گوبند سنگھ	پٹنہ، بہار	۱۶۶۶ء۔۱۷۰۸ء......۴۲سال	ناندیڑ، مہاراشٹر	۱۶۷۵ء: ۳۳	شاہی جرأت
۱۱۔	گورو گرنتھ صاحب	امرتسر	۱۶۰۴ء۔ اَمر گورو	۔	۱۷۰۸ء: ہمیشہ	ہدایت